إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ

لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

17/29

ہلاکو خان نے کہا!

خدا کی مرضی کا بقیہ حصہ بھی پورا کرو

* ہلاکو خاں نے نحیف و نزار اور بھوک سے بے حال خلیفہ کو اپنے روبرو طلب کیا خلیفہ نے نحیف آواز میں کہا "میں بھوکا ہوں، کھانا کھانا"

* ہلاکو خاں نے چند مخصوص آدمیوں کو مخصوص لب و لہجہ میں حکم دیا "خلیفہ کی پسندیدہ غذا فراہم کی جائے"۔ ذرا سی دیر میں کئی سربند خوان خلیفہ کے سامنے رکھ دیئے گئے خلیفہ نے جھپٹ کر خوان پوش اٹھا کر ایک طرف پھینکے اور طشت میں ہاتھ ڈال دیا لیکن وہاں کھانے کی جگہ ہیرے جواہرات رکھے ہوئے تھے۔ ———

* ہلاکو خاں نے ظالمانہ انداز میں حکم دیا "انہیں کھاؤ" ———

* خلیفہ نے بے بسی سے کہا "انہیں میں کس طرح کھا سکتا ہوں" ———

* ہلاکو خاں نے طنزاً کہا "بیوقوف حکمران! جس شئے کو تو کھا نہیں سکتا اس کا ذخیرہ کیوں کیا؟ کیا تو اس سے ایک شاندار فوج تیار نہیں کر سکتا تھا جو تیری، بغداد کی اور تمام مسلمانوں کی حفاظت کا کام انجام دیتی!" ———

* خلیفہ کے ہوش و حواس بجا نہ تھے؛ جواب دیا "خدا کی مرضی ہی یہ تھی کہ میں اس حال کو پہنچوں" ———

* ہلاکو خاں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا "خدا کی مرضی کا بقیہ حصہ بھی بہم پہنچایا جائے۔" ———

(تاریخ اسلام سے ایک اقتباس)

تذکرہ و تعارف

حضرت علامہ محمد یوسف بنوری

مدظلہ العالی

تحریر: محمد عثمان الوری کراچی شہر

علم و عمل کی چلتی جاگتی تصویر چہرے پر انوار و تجلیات کے آثار وجیہہ اور باوقار شخصیت سر پر کپڑے کی معمولی ٹوپی۔ سفید لمبا کرتا سفید شلوار، سادہ طبیعت، گفتگو تیز۔ روشن آنکھیں، درمیانہ قد، اکابر علماء کی یادگار۔ فن حدیث کے امام۔ قرآن مجید کے مفسر، اسلامی علوم کے محقق، عربی فارسی اور اردو ادب کے بے نظیر ادیب، تقریر میں روانی شدت کے ساتھ، تحریر میں فہم و عبرت کا سبق، علماء حق کے مداح، ملحدین زندیقین اور اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کے خلاف ہمیشہ سینہ سپر، عصر حاضر کے جملہ اکابرین اور علماء دین کے معتمد اور مسلمانوں کے جملہ طبقوں کے مسلّم عالم دین۔ دیو بند، ڈابھیل سندھ اور کراچی کے دینی مدارس کے جید علماء کے استاد۔ حضرت حکیم الامت تھانوی کے صحبت یافتہ اور علامہ انور شاہ کاشمیری کے شاگرد مایہ ناز آپ ہیں حضرت علامہ سید محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ العالی۔

آپ حضرت آدم بنوریؒ کے سلسلے سے متعلق رکھتے ہیں۔ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ خاص تھے اور مشرقی پنجاب میں سرہند کے قریب بنور نامی گاؤں میں مقیم تھے۔ اس لیے آپ کے خاندان اور سلسلہ کے لوگ بنوری کے نام سے موسوم ہیں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے بڑے گرویدہ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ پر دیوانہ وار فدا ہیں آپ کے والد محترم حضرت مولانا محمد زکریا مدظلہ العالی جو کہ الحمد للہ ابھی بقید حیات ہیں منطق اور فلسفہ کے بڑے عالم ہیں۔

حضرت مولانا بنوری مدظلہ شروع ہی سے علمی ذوق رکھتے تھے۔ آپ نے زمانہ طالب علمی ہی میں تحریر کا کام شروع کر دیا تھا۔ دیو بند دہلی۔ ازہر قاہرہ کے دینی جرائد میں آپ کے اہم مقالات شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ نے عربی میں بہت سی مشکل کتابوں کی شرح لکھی ہے جو پورے عالم اسلام میں بڑی وقعت اور عقیدت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے آپ نے علامہ عثمانیؒ کے ساتھ مسلم لیگ سے تعاون کرتے ہوئے پاکستان کے قیام کے لیے بڑی جد وجہد کی ہے تقسیم ملک کے بعد آپ علامہ عثمانیؒ کے حکم پر پاکستان آئے اور ٹنڈو الہ یار کے مدرسہ میں شیخ الحدیث کے عہدے پر درس دیتے رہے بعض انتظامی اختلاف کی بناء پر مدرسہ سے علیحدہ ہو گئے اور جمشید روڈ پر جامع مسجد نیو ٹاؤن میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے خلوص اور علمی کارناموں سے متعارف ہونے کی وجہ سے مدرسہ بہت جلد ترقی کرتا ہوا اس عظمت اور مقام پر پہنچ گیا ہے کہ پاکستان میں اس کی مثال نہیں مل سکتی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ اور جامع مسجد کی تعمیر پر تقریباً بارہ لاکھ روپے خرچ ہو چکے اس وقت آپ کے مدرسہ میں پاکستان کے علاوہ۔ ملایا۔ برما۔ سیلون۔ ایران، انڈونیشیا افریقہ وغیرہ کے طلباء بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں کچھ نو مسلم امریکی اور دیگر غیر ملکی بھی اسلامی تعلیمات کے لیے مدرسہ میں مقیم ہیں۔ جس کی وجہ سے پاکستان کا وقار بلند ہو رہا ہے اور بیرون ملک پاکستان کا تعارف ہو رہا ہے۔ پاکستان میں بہت کم مدارس کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں ریسرچ اور تحقیق کا کام بھی ہو رہا ہے جس کی انگریزی میں ڈگری پی۔ ایچ ڈی (P.H.D) کے برابر ہے جو کہ درجہ تخصص کہلاتا ہے اور یہ درجہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن میں موجود ہے۔

مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ سعودی عرب، مصر، لیبیا، شام، کویت اور افریقہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ جہاں آپ نے اسلام کی اشاعت اور پاکستان کا تعارف کرا کے عالم اسلام میں اخوت اور محبت کا ذریعہ پیدا کر دیا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے جملہ مشائخ اور علماء آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں آپ خالص دینی فکر اور علمی ذوق رکھتے ہیں۔ آپ نے پاکستان کی سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ آپ نے خالص اسلام کی تبلیغ اور دین کا دفاع کرتے ہوئے مختلف موقعوں پر اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے تحریری اور تقریری ذرائع سے فتنوں کا سدباب کیا ہے۔ موجودہ قادیانی فتنہ کے انسداد کے لیے بھی ملک و ملت کے بہی خواہوں نے متفقہ طور پر آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو اسی کروڑ مسلمانوں کی ترجمانی کے لیے اپنا قائد منتخب کر لیا ہے۔ چنانچہ پوری ذمہ داری اور احساس وطن سے اس فتنہ کے دفینہ اور مسئلے کے حل کیلئے پر امن جد وجہد کر رہے ہیں۔ انتہائی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ ایسی علمی اور روحانی شخصیت پر گذشتہ ماہ اخبارات کے ذریعہ شیطان نما جبازی اشتہارات کی شکل میں جس انداز سے الزام تراشی کی گئی اس سے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیائے اسلام کے کروڑوں مسلمانوں کے قلوب مجروح ہوئے ہیں افسوسناک بات یہ ہے کہ جو غیر ملکی طلبا ہمارے ملک میں مہمان ہیں اور دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اسے کرنسی کا ذریعہ قرار دیا گیا اور حجاز مقدس میں حج اور عمرے کو غیر ممالک سے تعلق اور دورے کا نام دیا گیا۔ مولانا اسعد مدنی مدظلہ سے ملاقات کو جرم قرار دیا گیا۔ حالانکہ یہ الزام بہت ہی افسوسناک ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ایک مسلمان کا روحانی مرکز عبادت ہے۔ غیر ملکی طلباء کی کرنسی کا انتظام حکومت پاکستان خود کرواتی ہے۔ مولانا بنوری کا اس سے بھلا کیا تعلق ہے۔ مولانا اسعد مدنی حکومت پاکستان کی اجازت سے پاکستان تشریف لائے۔ وہ ایک عظیم عالم دین، مرد درویش مجاہد اعظم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند کے فرزند ارجمند اور خود بھی عالم دین ہیں۔ جب کہ انہوں نے کوئی بھی تقریر نہیں کی۔ ایک مسلمان عالم دین اور مہمان کی خاطر داری کرنا کونسا جرم ہے؟ جبکہ مولانا اسعد مدنی، مشرقی اور مغربی پاکستان میں مولانا تھانویؒ کے خلفاء اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے شاگردوں اور مولانا مفتی محمد شفیع جو تحریک پاکستان کے رہنماؤں سے بھی ملاقات کرنے گئے تھے۔ ان تمام حضرات نے آپ کا بیحد ادب اور احترام۔ پاکستان اور عالم اسلام کے لیے دعائیں کروائیں۔ اس صورت میں آخر مولانا بنوری ہی مجرم کیوں ہیں؟ در حقیقت یہ سب کچھ مولانا کی عظمت اور وقار کو ہی نہیں بلکہ خود ملک اور اسلام کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ مولانا مدظلہ دنیائے اسلام کے ایک مسلم دینی اور تحریک پاکستان کے عظیم سپاہی ہیں اور وہ انشاء اللہ وہ تحفظ و سالمیت پاکستان اور عظمت اسلام کے لیے اپنا مشن جاری رکھیں گے —

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگران اعلیٰ :- قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود مدظلہ
سرپرست :- حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

مدیر
زاہد الراشدی

جلد ۱۷ | جمعہ ۴ شعبان المکرم ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۷۴ء قیمت ۵۰ پیسے | شمارہ ۲۹

انتخابات، پارٹی سسٹم کی بنیاد پر

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم نے ایک بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ "انتخابات کا موجودہ طریق کار بدل کر پارٹی سسٹم کی بنیاد پر الیکشن کرانے کے لئے آئین میں ترمیم کی جائے"۔

قائد محترم کی یہ تجویز نئی نہیں بلکہ ۷۰ء کے انتخابات سے قبل بھی آپ نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی اور جماعت اسلامی نے بھی اس تجویز کی حمایت کی تھی، اور پھر جمعیۃ علماء اسلام نے اس تجویز کو باضابطہ طور پر اپنے منشور میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ شامل کر لیا تھا

"پاکستان کی مجالس شوریٰ (اسمبلیوں) میں نمائندگی کیلئے انتخابات کا نظام شخصی مقابلہ کی بجائے جماعتی مقابلہ پر قائم کیا جائے گا اور افراد کی بجائے جماعتیں اپنے منشور و پروگرام کی اساس پر انتخابات میں حصہ لیں گی، اور فی صد کامیابی کے تناسب سے مجالس شوریٰ کی رکنیت کی حقدار بنیں گی اور تشکیل حکومت کریں گی"۔

(منشور جمعیۃ علماء اسلام دفعہ اول شق ۱۴۱)

شخصی مقابلہ کے مروجہ طریق کار میں کچھ ایسی خامیاں ہیں جن کی موجودگی میں اس نظام کو صحیح جمہوریت اور ملک بھر کے عوام کی بھرپور نمائندگی کا ضامن قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً اس نظام میں

(۱) اگر کسی حلقہ میں تین یا اس سے زائد امیدوار ہوں تو عموماً ایسا ہوتا ہے کہ انتخابات جیتنے والا شخص حلقہ کے مجموعی ووٹوں کی اکثریت کا نہیں بلکہ اقلیت کا نمائندہ ہوتا ہے اور اکثریت کے ووٹ اس کے خلاف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک حلقہ انتخاب میں چار امیدوار ہیں۔ پہلے امیدوار نے ۶۰۰۰۰ ووٹ حاصل کئے، دوسرے نے ۴۰۰۰۰، تیسرے نے ۲۵۰۰۰ اور چوتھے نے ۱۵۰۰۰ ووٹ لئے۔ اب کل ایک لاکھ ۴۰ ہزار ووٹ پول ہوئے۔ جن میں سے جیتنے والے نے ۶۰۰۰۰ ووٹ حاصل کئے اور ۸۰۰۰۰ ووٹ اس کے خلاف گئے۔ اس صورت میں جیتنے والا امیدوار یقیناً اپنے حلقے کی اکثریت کا نہیں بلکہ اقلیت کا نمائندہ ہے۔

اور اس کا واقعاتی ثبوت یہ ہے کہ موجودہ حکمران پارٹی PPP جو مرکزی اسمبلی اور پنجاب و سندھ اسمبلی میں اکثریتی جماعت ہے۔ اس نے ۷۰ء کے انتخابات میں ۳۷ فیصد ووٹ لئے اور ۶۳ فیصد ووٹ اس کے خلاف تھے، لیکن اس کے باوجود وہ اکثریتی جماعت ہے۔

(۲) مروجہ نظام میں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ سیاسی جماعتیں حلقہ ہائے انتخاب میں امیدواروں کا انتخاب کرتے وقت اہلیت کی بجائے اس امر کو سامنے رکھتی ہیں کہ کونسا شخص علاقہ میں اثر و رسوخ کا حامل ہے اور زیادہ دولت خرچ کر سکتا ہے۔ اس طرح اسمبلیوں میں زیادہ تر ایسے لوگ پہنچ جاتے ہیں جو قانون سازی کے ابجد سے بھی آگاہ نہیں ہوتے اور اس طرح بلاشبہ اسمبلی کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے

(۳) ایک خرابی یہ بھی ہے کہ چونکہ مقابلہ شخصیات میں ہوتا ہے۔ اس لئے شخصی اثر و رسوخ، برادری سسٹم اور مال و دولت الیکشن جیتنے کے بنیادی عوامل ثابت ہوتے ہیں، اور جماعتی پروگرام و منشور پس پشت چلا جاتا ہے۔

اس لئے اگر مروجہ طریق انتخاب کی بجائے پارٹی سسٹم کا نظام اپنا لیا جائے تو اس کی عملی صورت یہ ہوگی کہ تمام حلقہ ہائے انتخاب میں افراد کی بجائے جماعتوں کے نام سے ووٹ ڈالے جائیں گے۔ اور سیاسی جماعتوں کو ملک بھر میں ملنے والے ووٹوں کے تناسب سے اسمبلیوں میں نشستیں مخصوص کر دی جائینگی اس طرح :-

(۱) ہر جماعت کو ملک میں اس کی مقبولیت کے مطابق نشستیں ملیں گی۔

(۲) کوئی ووٹ ضائع نہیں جائے گا۔

(۳) جماعتیں حاصل شدہ نشستوں کے لئے ارکان کے چناؤ میں اہلیت کا معیار سامنے رکھیں گی۔ جس سے اسمبلی کی کارکردگی پر خوشگوار اثر پڑے گا۔

(۴) ذاتی اثر و رسوخ، برادری سسٹم اور مال و دولت کے الیکشن پر اثر انداز ہونے کے امکانات بہت کم رہ جائینگے اور (۵) الیکشن میں مقابلہ کی بنیاد افراد کی بجائے جماعتی پروگرام بنیں گے۔

غرضیکہ بہت سے مفاسد جو مروجہ طریق انتخاب سے جنم لیتے ہیں۔ اور جن کی موجودگی میں انتخابات کے موجودہ نظام کو عوام کی حقیقی نمائندگی اور جمہوریت کا ضامن قرار نہیں دیا جا سکتا، پارٹی سسٹم کا نظام اپنانے سے ختم ہو جائیں گے۔

ہم حکمران جماعت اور ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کریں گے کہ وہ اس معقول اور مناسب تجویز پر سنجیدگی سے غور و فکر کر کے اسے معرض عمل میں لانے کے لئے مناسب قدم اٹھائیں۔ تاکہ پاکستان صحیح، مؤثر اور عملی جمہوریت کے فوائد سے بہرہ ور ہو سکے۔ (۱۸ اگست ۷۴ء)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

محمد سعید الرحمٰن علوی کے قلم سے

تحریکِ آزادی میں عُلماء حق کا کردار

برصغیر (موجودہ بھارت، نیا پاکستان؟ اور بنگلہ دیش) "ہندوستان جنت نشان" کے طور پر مشہور و معروف تھا۔ کیونکہ قدرت نے اس سرزمین کو مادی اور روحانی طور پر اتنی نعمتوں سے سرفراز کیا تھا جو اپنی مثال آپ ہیں۔ صحبتِ امروزہ میں "مادی نعمتوں" کا تذکرہ مقصود نہیں بلکہ "روحانی نعمتوں" کا تذکرہ مقصود ہے۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ یہ سرزمین حضرت انسان کی ابتدائے آفرینش سے حضرت حق جل و علیٰ مجدہٗ کی نگاہ فیض و کرم کا مورد رہی ہے۔ ابو البشر سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء اسی سرزمین پر اترے۔ اس امر واقعہ سے متعلق تحقیقی بحث حضرت شیخ الاسلام مولانا السید حسین احمد المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب "ہندوستان ہمارا ہے" میں موجود ہے۔

حضرت شیخ نے متعدد تفسیری روایات، آثار صحابہ اور بائیبل کے حصہ عہد قدیم سے اپنے اس دعویٰ کو ثابت فرمایا ہے۔ مثلاً ابن جریر، ابن عساکر اور بیہقی میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک اثر موجود ہے۔ جس میں سرزمین ہند میں دوسرے خطہ ہائے ارضی سے زیادہ خوشبو کی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے یہیں اتارے گئے۔ اور اس کثرت خوشبو کی وجہ تفسیر ابن کثیر جلد اول میں یوں مرقوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس خطہ ارضی پر اترے تو ان کے ساتھ حجر اسود اور ایک مٹھی جنت کے پتوں کی بھی تھی۔ یہی پتے (بیج دار) آپ نے اس خطہ میں بکھیر دیئے۔ جس سے خوشبودار درخت پیدا ہوئے۔

الغرض جیسا کہ میں نے ابتداء میں عرض کیا۔ یہ سرزمین قدرت کی نگاہ فیض کا مورد رہی ہے اور اس کی پہلی کڑی ہبوط آدم ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ جو اس سرزمین کے حصہ میں آیا۔

حضرت آدم علیہ السلام جہاں ابو البشر تھے وہاں سب سے پہلے نبی بھی ہیں اور ظاہر ہے کہ "نبی" اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ قوانین لیکر آیا کرتا ہے۔ جن پر نسل انسانی کی فلاح کا دار و مدار ہوتا ہے۔

اس ضابطہ کے پیش نظر آپ بھی یقیناً "کچھ ایسی چیزیں لیکر آئے ہوں گے اور ان چیزوں کی تفصیلات کچھ اس طرح مرقوم ہیں کہ وہ انسانی ارتقاء اور انسانی نشو و نما سے متعلق تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکابر بالخصوص حضرت مدنی قدس سرہٗ سبحۃ المرجان فی تاریخ ہندوستان کی مصدقہ روایات کے پیش نظر اسی سرزمین پر ابتداء نسل آدم کا پھلنا پھولنا بتلاتے ہیں جب قدرت کی طرف سے بالکل ابتداء نور نبوۃ اس سرزمین پر چمکا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر دور میں اس خطہ ارضی کے فرزندوں نے نور نبوت کی ترویج و اشاعت نہ کی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہاں اس قسم کے رجال کار نظر آتے ہیں جن کی نظیر حضرات صحابہ کرام سلام اللہ علیہم و رضوانہ کے بعد ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی۔

مجھے اس موقعہ پر تاریخی تسلسل کو پیش نظر رکھ کر ہندوستان کی تاریخ مرتب کرنا مقصود نہیں بلکہ محض آخر کے اس تاریک دور کے ضمن میں علماء کی اس سعی کا دھندلا سا نقشہ پیش کرنا ہے جو انہوں نے اس خطہ ارضی کی غصب شدہ آزادی کو بحال کرانے کے لئے فرمائیں۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس پایہ کے علماء اس خطہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی نظیر اقصائے عالم میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی۔

یہاں کے ارباب علم و فضل کی ایک خصوصیت ان کی جامعیت تھی اور ہے جو دنیا بھر کے علماء سے انہیں ممتاز قرار دیتی ہے۔ اگر اس جامعیت پر گفتگو کی جائے تو معاملہ کہیں سے کہیں پہنچ جائے گا۔ اس لئے اس عنوان کو چھیڑے بغیر اس سعی و کوشش کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جو حریت و آزادی کی خاطر ان بزرگوں نے انجام دی۔

آزادی بلاشبہ قدرت کی بہت بڑی نعمت ہے اور یہ ایسی نعمت ہے جس کے ثمرات سے بہرہ ور ہونے کا بلاتفریق ملک و ملت سبھی کو حق حاصل ہے اور مسلمان کا معاملہ تو اور بھی مختلف ہے۔ اس لئے کہ مسلمان اس دین کا نام لیوا اور اطاعت گذار ہے۔ جسے اگر حریت و آزادی کی تحریک کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

کون نہیں جانتا کہ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا میں مبعوث ہوئے۔ تو ہماری دنیا جہاں اور مختلف قسم کی خرابیوں کا شکار تھی وہاں دوسروں کے حقوق پامال کرنا اور دوسروں سے بیگار لینا اور ان کی گردنوں کو دبا کر رکھنے کا رواج زوروں پر تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ دنیا اس مکروہ رسم میں بری طرح [illegible] تھی جس طرح بھیڑ بکری کی تجارت ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کی بھی تجارت ہوتی تھی اور باقاعدہ منڈیاں تھیں جہاں حضرت انسان نیلام ہوتا تھا۔

ایسے تاریک ماحول میں نبی رحمت دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے انسانی آزادی سے متعلق جو اقدامات فرمائے ان کو سمجھنے کے لئے آپ کے ایک مخلص ترین خادم اور تربیت یافتہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر توجہ فرمائیں۔

متیٰ استعبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احرارًا (ارشاد فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

انسانی آزادی سے متعلق اس سے انسب و بہتر انداز کیا ہو سکتا ہے۔ جس میں پوری طرح فطرت انسانی جھلکتی ہے

جب اسلام اس مشن کا علمبردار تھا تو ظاہر ہے کہ اسلام کے نام لیواؤں نے اس مشن کی حفاظت کے لئے ہر ممکن اقدام کیا اور اگر کسی نے جاہلیت اولیٰ کا شکار ہو کر انسانی حریت و آزادی سے کھیلنے کی کوشش کی تو اسے ملت اسلامیہ کے زبردست ردعمل کا شکار ہونا پڑا۔

اور اس ردعمل کی تحریک کی قیادت ہر دور میں علماء نے کی۔ اس لئے رموز قرآنی اور سیرت پیغمبر کے اسرار پہ گہری نظر رکھنے کے پیش نظر دوسرے شعبہ ہائے حیات کی طرح یہاں بھی قیادت و سیادت کا حق انہیں ہی پہنچتا تھا۔

چنانچہ ان قدسی صفات بزرگوں نے ہر دور میں اپنے فرائض کو بطریق احسن پورا کیا۔ اور کسی ایسے غلط کار کو معاف نہیں کیا جو انسانی سروں کا سودا کرنے والا ہو۔ حتیٰ کہ اگر کسی بزعم خود غلط اور نام نہاد "مسلمان سربراہ" نے بھی کسی موقعہ پر نشۂ اقتدار میں بدمست ہو کر دور جاہلیت کی اس لعنت کو اپنایا تو ملت حنیفی کے ان رمز شناسوں نے اس کے دل و دماغ میں پیدا ہونے والے جراثیم خبیثہ کا بھی علاج کیا۔ اور اسے مجبور کر دیا کہ وہ انسانیت سے نہ کھیلے۔

بدقسمتی سے ہر دور میں خود "انسانوں" کے اندر ایسے "حیوان نما انسان" موجود رہے ہیں۔ جنہوں نے غلط خواہشات کا شکار ہو کر انسانیت کی تذلیل و توہین کا ارتکاب کیا۔

اس قسم کے نام نہاد "انسانوں" میں ماضی قریب کے یورپی اور دور حاضر کے امریکی سامراج کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

لیکن تاریخ گواہ ہے کہ سامراج نے جب بھی اس قسم کے اقدامات کئے اسے ہمیشہ وراثت نبوی کے علمبرداروں کی سخت ترین مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مغلیہ دور کے عظیم فرمانروا جلال الدین اکبر کے دماغ میں جب جراثیم فاسدہ نے پرورش پانا شروع کی تو دنیا جانتی ہے کہ ایک بوریہ نشین نے اس کا تعاقب کیا۔ میری مراد شیخ سرہندی قدس سرہٗ سے ہے جنہوں نے ایک ہزار سال کے دوران اسلام کے نام پر پہنے

والی بدعات و رسومات کے رسیا لوگوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس طرح تاریخ میں "مجدد الف ثانی" کا امتیازی مقام حاصل کیا۔ حضرت کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کئے بغیر ایک واقعہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب اس دور میں ایک مرتبہ برسر اقتدار لوگوں نے بین الاقوامی عالمی میلہ کا ڈھونگ رچا کر اس میں دنیا بھر کے ڈوم اور مراثی بلائے تو حضرت نے جہاں اس فعل شنیع و قبیح پر سخت غم و غصہ کا اظہار فرمایا، وہاں اس میں آ کر سوانگ رچانے والے اس طبقہ کو بالخصوص لتاڑا جو "خفتہ یورپ" سے تعلق رکھتا تھا۔

آپ نے اس خطہ کے لوگوں کی فطرت میں انسانیت کش جراثیم دیکھ کر آنے والے لوگوں کو متنبہ کر دیا اور اس طرح اپنے صاحب فراست ہونے کا مظاہرہ کیا۔

افسوس یہ ہے کہ مسلم سلاطین نے اپنی روایتی وضع داری اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہی "فنکاروں" کو اپنے یہاں تجارت کی اجازت دے دی اور ایک "مرد قلندر" کی بصیرت سے فائدہ نہ اٹھایا۔

غازی اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کے جانشین مطلوبہ صفات کے مالک نہ تھے۔ نتیجتہً "بقالان یورپ" نے حرص و آز کے پنجے تیز کرنے شروع کر دیئے۔ یہی وہ دور تھا۔ جب داخلی طور پر یہ خطہ خطرناک قسم کی طوائف الملوکی اور انتشار کا شکار تھا اور اسی زمانہ میں حضرت حکیم الامت سیدنا الامام ولی اللہ الدہلوی م ۱۷۶۲ء/۱۱۷۶ھ مدینہ طیبہ سے رؤیا صادقہ کے پیش نظر واپس تشریف لاتے ہیں (یاد رہے کہ آپ مستقل قیام مدینہ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے) آپ نے واپس آ کر فک کل نظام کا وہ مشہور عالم پروگرام شروع کیا جس کے پیش نظر طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد یورپی سامراج کو بستر بوریا باندھنا پڑا۔

آپ کی فطرت صالحہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ادھورے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ فلسفہ ولی اللہی کے سب سے بڑے ہندی ترجمان و شارح مولانا عبید اللہ سندھی ولی اللہی اور مجددی تحریکوں کو باہم مربوط اور ایک ہی سلسلہ کی اگلی پچھلی کڑیاں قرار دیتے ہیں (شاہ ولی اللہ کی تحریک از مولانا سندھی)

آپ نے حیات مستعار کے مختصر لمحات میں آنے والی نسلوں کے لیئے فکری محاذ کو اتنا مستحکم و مضبوط بنا دیا کہ انہیں اس عنوان سے کامل یکسوئی نصیب ہو گئی۔

چنانچہ آپ کی وفات شریفہ کے بعد آپ کے متعین کردہ خطوط کی روشنی میں آپ کے جانشین سراج الہند شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے پہلی ضرب لگانے کا منصوبہ بنایا۔

چنانچہ آپ کا وہ مشہور فتویٰ جس میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر بدیسی طاقتوں کو ظالم و غاصب قرار دیا گیا ہے اور ملکی عوام کے لئے جہد و سعی کو لازم قرار دیا گیا ہے، حقیقت میں فک کل نظام کی پہلی کاری ضرب ہے۔

اس ضرب عظیم کے نتیجہ میں پورے برصغیر میں ہلچل مچ گئی اور ملت اسلامیہ نے اپنے آپ کو متحد و منظم کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں ہی آپ کے حکم و ارشاد سے آپ کے خلیفہ اعظم حضرت الامیر السید احمد شہید البریلوی قدس سرہ نے آپ کے خانوادہ کے دو عظیم فرزند یعنی حضرت الامام السید محمد اسمٰعیل شہید الدہلوی اور حضرت الشیخ عبدالحی بڈھانوی قدس سرہما کی معیت میں عملی کام شروع کر دیا۔

یہ عجیب بات ہے کہ خانقاہ بریلی کا وہ نازنین حسن کے اسلاف گرامی سے حریت انسانی کے ایک عظیم علمبردار یعنی ٹیپو سلطان مرحوم کی نسبت و ارادت تھی خانقاہ کو چھوڑ کر جنگی لشکر میں قیام پذیر ہے اور خانوادہ دہلی کے یہ نامور سپوت مکتب و مدرسہ کی چار دیواری سے نکل کر جسمانی مشقت کے کاموں میں مصروف ہیں۔ ان بزرگوں کے یہ اقدامات سطح بیں لوگوں کے لئے باعث حیرت تھے۔ لیکن گہری نظر رکھنے والے محسوس کر رہے تھے۔ کہ کوئی قیامت برپا ہونے والی ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی دن گزرے ہوں گے۔ کہ قدسیوں کا یہ قافلہ دہلی سے چل کھڑا ہوتا ہے اور نصف سے زائد برصغیر کو کھنگالتا ہوا شمالی سرحدوں پر پہنچ جاتا ہے۔ شمالی سرحد پر بسنے والی دنیا ان بزرگوں کو اپنے حق میں رحمت کا فرشتہ قرار دیتی ہے اور تن من دھن سے خدمت و امداد پر کمربستہ ہو جاتی ہے۔ لیکن برا ہو اس حقیر غرض پرست اقلیت کا جس کی مکروہ ریشہ دوانیوں کے سبب ارباب عزیمت نے ہمیشہ دکھ اٹھائے ہیں۔ یہی حقیر اقلیت تھی جس نے ایک وقت میں ٹیپو سلطان مرحوم کو "وہابی" کے لقب سے ملقب کر کے اسے میدان جہاد میں تنہا چھوڑ دیا حتی کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا تو انگریز پکار اٹھا۔

"آج ہندوستان ہمارا ہے"

اسی اقلیت نے اب بھی "وہابیت" کا فرسودہ اسلحہ نئے انداز سے صیقل کر کے میدان میں جھونک کر انسانی حریت سے بدترین قسم کی غداری کا مظاہرہ کیا اور اس طرح بلا نوشان محبت سرزمین بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کر گئے۔

لیکن حقائق تو حقائق ہیں اور وہ زیادہ دیر تک پردۂ اخفا میں نہیں رہتے۔ اس واقعہ ہائلہ پر چند سال ہی گزرے تھے کہ یورپی سامراج کا ایک عظیم مہرہ لارڈ ڈبلیو ہنٹر کہہ اٹھا۔ "وہابی اور غدار (یعنی انگریز کا دشمن) مترادف الفاظ ہیں"۔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۸۲)

ہنٹر کے اس "انکشاف حقیقت" نے دشمنانِ دین و ملت کی روسیاہی کا وہ سامان فراہم کیا کہ وہ آج تک اپنے چہرے کی کالک دھو نہیں سکے۔

اس اقلیت نے علماء حق کی قربانیوں کو آنے والی نسل کی نگاہ میں ہلکا کر کے پیش کرنے کی غرض سے ایک نئی سازش یہ کی کہ اس طبقہ کی سعی محض سکھ حکومت کے خلاف تھی اور یورپی سامراج سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔

لیکن ایک تو مجاہدین حریت کی خط و کتابت اور دوسرے ہنٹر کی کتاب نے اس جھوٹ کی بھی قلعی کھول دی ہنٹر واضح لفظوں میں لکھتا ہے کہ یونین جیک کو پاؤں تلے روندنا ان لوگوں کا مطمح نظر تھا۔

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۶۸)

بالاکوٹ کا یہ واقعہ انتہائی روح فرسا اور ہمت شکن تھا۔ لیکن بلاکشان محبت نے ہمیشہ ہی نتائج سے بے پرواہ ہو کر کام کیا ہے۔ چنانچہ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد ان کے گرامی قدر اخلاف کے قدموں میں تزلزل نہ آیا۔ اور انہوں نے نئے سرے سے اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کر دیا۔

چنانچہ اس واقعہ کے صرف ۲۵-۲۶ برس بعد ایک بار پھر ہندوستان کا چپہ چپہ حریت مآب لوگوں کے خون سے دمک اٹھا۔ میری مراد ۱۸۵۷ء کی اس عظیم تحریک سے ہے۔ جس کی ابتداء میرٹھ سے ہوئی اور رفتہ رفتہ سارے ملک میں پھیل گئی۔ اس تحریک کو بعض طوطا چشم "غدر" کا نام دے کر حریت و آزادی کی توہین کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ تحریک "غدر" نہ تھا۔ بلکہ آزادی کی جنگ تھی اور ظاہر ہے کہ حصول آزادی ایک مقدس ترین مذہبی فرض ہے جس کی خاطر پیغمبر رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد معرکہ ہائے جنگ میں بذات خود شمولیت فرمائی۔ بدقسمتی سے یہ تحریک بھی انگریز کی مکارانہ پالیسی یعنی "تفرقہ و احکم" کا شکار ہو گئی اور اولاد ابن ابی کی بھینٹ چڑھ گئی۔

اس تمام تر تحریک کی قیادت و سیادت بھی وہی لوگ کر رہے تھے۔ جنہیں وارث انبیاء کہا جاتا ہے کون نہیں جانتا کہ یہ حضرات شاملی کے علاقہ میں کس طرح انگریزی سپاہ سے نبرد آزما تھے۔ لیکن مقدرات الٰہیہ کے سامنے کسی کا بس نہیں چلتا۔ ابھی وقت موعود نہیں آیا تھا اس لئے اس موڑ پر بھی کامیابی حاصل نہ ہو سکی

اس کے بعد ان حضرات نے "عدم تشدد" کی بنیاد پر سرد جنگ کا آغاز کیا۔ اتفاق سے کچھ لوگ اس پالیسی کا بانی مشہور ہندو لیڈر گاندھی کو قرار دیتے ہیں لیکن غیر جانبدار مؤرخ اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ اس پالیسی کے ابتدائی خطوط خانوادہ بریلی سے تعلق رکھنے والے مرحوم راہنما حضرت سلطان ٹیپو نے وضع کئے تھے۔ جبکہ ان کو پھیلا کر عملی صورت ان علماء حقہ نے دی۔ اس "سرد جنگ" کے سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند کا قیام۔ جلسہ دستار بندی دارالعلوم۔ نظارت المعارف دہلی۔ جمعیۃ الانصار اور تحریک ہجرت کا ل[illegible] خاص طور پر پیش نظر رکھیں۔ جن میں سے [illegible] عنوان پر بہ تفصیل سے لکھا جا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند کے متعلق چند لفظی وضاحت بڑی ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کو محض ایک مکتب و مدرسہ نہ سمجھیں بلکہ اسے ایک سیاسی تربیت گاہ اور فوجی چھاؤنی تصور فرمائیں۔ کیونکہ اس میں پڑھنے والے محض مدرس و معلم اور خطیب و واعظ نہیں ہوتے تھے بلکہ مجاہد بھی ہوتے تھے۔ جن کی مثال حضرات صحابہ کرام رض

گوشوارہ آمد و خرچ

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

از یکم نومبر ۱۹۷۳ء ——— تا ——— ۱۴ اگست ۱۹۷۴ء

——— جو مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۱۴ اگست میں پیش کیا گیا ———

آمد

عطیات	۱۶۲۴۲-۷۰
زکوٰۃ	۲۰۸۱-۶۰
چرم ہائے قربانی	۵۵۴۰-۵۵
عشر، فطرانہ، صدقہ	۱۱۰-۰
بقایا فیس ممبر سازی	۱۰۲۵-۰
رسید بکس منشور و دستور	۳۷۶-۰
وصولی ٹیلیفون از ماہ جنوری ۷۳ء تا ماہ اگست ۷۴ء	۱۳۵۳-۴۲
آمد ———	۲۶۷۲۹-۴۷
سابقہ کیش	۴۵۵۹-۲۷
	۳۱۲۸۸-۷۴
کل آمد	۳۱۲۸۸-۷۴
کل خرچ	۱۷۸۴۸-۶۰
بقایا رقم	۱۳۴۴۰-۱۴

خرچ

اسٹیشنری	۲۲-۱۰
اخبارات	۲۴۴-۷۰
بجلی	۸۰-۷۰
پانی	۱۴۴-۷۶
ٹیلیفون	۲۳۱۱-۳۹
ڈاک	۲۶-۲۰
ضیافت بشمول اجلاس مرکزی وغیرہ	۲۰۵۶-۸۵
طباعت	۲۲-۵۰
کرایہ دفتر	۳۰۰۰-۰
کرایہ آمد و رفت بسلسلہ رابطہ اخبارات	۶۵-۰
مشاہرات	۳۷۹۰-۰
متفرق	۸۴-۵۰
بنام ہفت روزہ ترجمان اسلام	۶۰۰۰-۰
	۱۷۸۴۸-۶۰

غلام اکبر سلیمانی
۱۴/۸/۷۴

کے کردار و عمل سے یوں مطابقت رکھتی ہے کہ رات کو تہجد گذار تو دن کو مجاہد۔

ان مجاہدین نے نہ صرف برصغیر کی آزادی کے لئے کام کیا بلکہ دوسرے ممالک کی آزادی میں بھی یہاں کے تربیت یافتہ حضرات پیش پیش رہے۔ مثلاً تحریک آزادی الجزائر میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی کے شاگرد رشید مولانا بشیر مرحوم کی جرأت مندانہ قربانیاں وغیرہ ذالک اور سب سے زیادہ اگر انہیں برصغیر کی آزادی کی فکر تھی تو اس لئے کہ یہ حضرات بجا طور پر محسوس کرتے تھے، کہ ہند آزاد ہو گیا تو انگریز ہر جگہ سے بستر بوریا باندھنے پر مجبور ہو جائے گا، کیونکہ دوسروں کی آزادی پامال کرنے کے لئے افرادی قوت اور سرمایہ دونوں یہاں سے مل جاتے تھے۔ چنانچہ ان اکابر کی نگاہ بصیرت نے جو دیکھا وہ سچ ثابت ہوا کہ برصغیر کی آزادی کے بعد انگریز سمٹنا شروع ہو گیا اور ایشیا و افریقہ کے متعدد ممالک آزاد ہو گئے۔

اس سرزمین کا ایک حصہ قدیم و جدید کے درمیان حائل ہونے والی خلیج کو بھی پاٹنا تھا۔ اس میں بھی ان بزرگوں نے مؤثر کردار ادا کیا۔ چنانچہ ۱۹۱۲ء میں علیگڑھ کے وائس چانسلر کو دیوبند میں بلا کر ایک پلان تیار کیا گیا خلافت اسلامیہ (ترکیہ) کے سلسلہ میں جتنی قربانی اور ... دن ان اکابر نے کیا۔ اس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی۔ اسی جدوجہد کی یادداشت میں ملت کے عظیم فرزند حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کو اپنے رفقاء سمیت جزیرہ مالٹا میں محبوس ہونا پڑا اور بعد کے ادوار میں دوسری جنگ کے دوران فوجی بھرتی حرام ہونے کا فتویٰ دے کر تختہ دار کو چومنے والے بھی یہی اکابر تھے۔

گویا یورپی سامراج کے خلاف پہلی ضرب کاری حضرت شیخ عبدالعزیز دہلوی کا "ہند دار الحرب" ہونے کا فتویٰ تھا تو آخری ضرب یہ فتویٰ تھا کہ فوج میں بھرتی حرام ہے، جس کے محرک حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ اور رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہرؒ جیسے اساطین علم تھے۔ یہ صحیح ہے کہ اس فتویٰ کی یادداشت میں یورپی سامراج نے ان بزرگوں پر وحشیانہ مظالم توڑے۔ لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ انگریزی اقتدار کے تابوت میں یہ فتویٰ آخری کیل تھی۔ جونہی جنگ عظیم دوم ختم ہوئی۔ انگریز نے گھٹنے ٹیک کر اقتدار حقداروں کو منتقل کر دینے کا اعلان کر دیا۔ اس موقعہ پر اگر ہندوستان ہوس شعوری یا غیر شعوری طور پر انگریز کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو کر ملت اسلامیہ کے ٹکڑے کرنے کی سازش کے لئے آلہ کار نہ بنتے تو ۱۹۴۷ء سے چند سال پہلے انگریز ہندوستان چھوڑ جاتا۔ گو چند سال کی تاخیر ہو گئی لیکن بہرحال آخری فتح تھی اور اب انگریز کے لئے قیام مشکل تھا۔

اس طرح دو صد سال کے قریب صبر آزما جدوجہد کے نتیجہ میں آزادی کے برگ و بار سے اہل ملک کو بہرہ ور ہونے کا موقعہ ملا۔

ہم تاریخ کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتے اور اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ابن ابی کی فکری اولاد کے ایک مخصوص ٹولے کو چھوڑ کر یہاں کی تمام اقوام نے اپنے اپنے طور پر آزادی کی جنگ میں حصہ لیا۔ حتیٰ کہ خلافت جیسی خالص اور ٹھیٹھ اسلامی تحریک میں غیر اقوام نے بھرپور حصہ لیا۔ اس لئے کہ انگریز راج ختم ہو۔ تاہم اس تاریخی حقیقت کو دبیز پردوں سے چھپانا ناممکن ہے کہ آزادی ہند ... میں ہراول دستہ علماء حقہ کا تھا۔

آزادی کے بعد عروج و اقتدار کا سہرا اگر ان بزرگوں کے گلے کی زینت نہیں بن سکا تو یہ کوئی دلیل نہیں کہ انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی ناانصافیاں انسانی تاریخ میں جا بجا بکھری ... ہیں اور بالخصوص اس دور کا تو انداز ہی نرالہ ہے یعنی ؎

نیرنگیٔ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

چونکہ ان حضرات کی سعی و جہد کسی منفعت کی خاطر نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے اس معاملہ میں کبھی حریف بننے کی کوشش بھی نہیں کی۔ البتہ تقسیم شدہ ملک کے دونوں حصوں میں جب کبھی افق انسانیت پر بادل کا سیاہ ٹکڑا نظر آیا تو انہی حضرات نے اپنی نگاہ بصیرت اور حریت تابی کے برتنے پر اس سے ٹکر لی۔ شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے سانحہ ارتحال پر ملت اسلامیہ کے عظیم فرزند السید جمال عبد الناصر مرحوم کے کلمات تعزیت میں تشکر و امتنان کے کتنے جذبات پوشیدہ ہیں ان سے ایک دنیا واقف ہے اور اس کا سبب نہر سویز کے سلسلہ میں ناصر مرحوم کی سعی کے دوش بدوش ان بزرگوں کی سعی ہے۔

ملک کا وہ حصہ جسے آج بھارت کہا جاتا ہے میں اگرچہ مولانا مدنیؒ، مولانا آزادؒ، مفتی کفایت اللہ اور مولانا حفظ الرحمٰن رحمہم اللہ جیسے لوگ موجود نہیں لیکن صاحبزادہ محترم السید محمد اسعد المدنی جیسا صالح نوجوان تو موجود ہے۔ جو اپنے اسلاف کی دو سو سالہ روایات کا حامل و امین ہونے کے سبب یورپ کے جانشین امریکی سامراج کے خلاف آج بھی سرگرم عمل ہیں۔

اور یہ حصہ جسے پاکستان کہا جاتا ہے اور جس کے عاقبت نااندیش حکمران امریکہ کی (لاامقتا؟) سازشوں کے پیش نظر اپنے ملک کی وحدت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں لیکن پھر بھی اس کے گھر شے کی پتلی بنے ہوئے ہیں میں امام العلماء مولانا احمد علی لاہوریؒ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سمیت تمام اکابر کی درخشندہ تاریخ کے وارث ہونے کی حیثیت سے مفکر اسلام، قائد جمعیۃ مفتی محمود موجود ہیں۔ جن کی قیادت میں ملک کے علماء، صلحاء اور اہل دل آزادی کی حفاظت کے لئے صبح و شام سرگرم عمل ہیں کیونکہ بقول مولانا آزادؒ آزادی کا حصول اتنا مشکل نہیں جتنا آزادی کی حفاظت مشکل ہے۔

آج یہاں آزادی کی حفاظت کا مسئلہ درپیش ہے ہم اور مقام مسرت ہے کہ مجددی اور ولی اللہی مکتب فکر کے خدام آج بھی پیش پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے اور عوام کو صحیح فکر نصیب فرمائے ﷺ

حکمران طبقہ بلوچستان کے حالات کو جان بوجھ کر خراب کر رہا ہے

جبر و تشدد کے ہتھکنڈوں سے تحریک ختم نبوت کو دبایا نہیں جا سکتا

ہنگامی حالات میں ایک دن کی توسیع بھی برداشت نہیں کی جائیگی

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس، فیصلے اور قراردادیں

لاہور (رپورٹ حماد سواتی) کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۴ اگست بروز بدھ صبح ۱۰ بجے مدرسہ قاسم العلوم اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں زیر صدارت امیر مرکزیہ حضرت درخواستی دامت برکاتہم منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز مولانا قاری عبدالسمیع کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت الامیر مدظلہ نے افتتاحی خطاب فرمایا، اور ایجنڈا میں شامل امور پر روشنی ڈالی۔

حضرت امیر محترم نے فرمایا کہ اس دنیا میں ابتلاء و آزمائش کا سلسلہ روز اول سے جاری ہے۔ ہمارے اسلاف کو ان وادیوں سے گذرنا پڑا۔ اور آج ہم لوگ بھی اسی صورت حال سے دوچار ہیں۔ گو کہ ہم اس قابل نہیں، لیکن ہمیں پورے خلوص اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی امداد و اعانت کے بھروسہ پر اپنا کام جاری رکھنا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہمیں ہی ہو گی۔

آپ کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود نے خطاب فرمایا آپ نے گذشتہ نومبر میں مجلس عمومی کے اجلاس کے بعد سے اب تک کی جماعتی کارکردگی کے مختصر جائزہ کے ساتھ ساتھ ملک کی خارجہ پالیسی، اندرونی حالات اور تحریک ختم نبوت کی رفتار کا جائزہ لیا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ بالکل حقیقت ہے کہ ہمارے مقتدر طبقہ کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہماری خارجہ پالیسی بالکل ناکام ہو چکی ہے اور آج ہم دنیا میں یکہ و تنہا ہیں۔ آپ نے کہا کہ بھارت اور ایران اسی طرح ایران اور افغانستان قریب آ گئے۔ ان کے اختلافات ختم ہو گئے۔ ان میں معاہدے ہو رہے ہیں۔ لیکن ایک ہم ہیں کہ سب سے کٹتے جا رہے ہیں اور آج بڑی طاقتوں کو تو چھوڑ دیں اسلامی برادری بھی ہم پر اعتماد نہیں کرتی۔

جہاں تک ملک کی اندرونی صورت حال کا تعلق ہے۔ وہ سب کے سامنے ہے۔ سندھ میں سندھو دیش کی تحریک زوروں پر ہے اور حکومتی طبقہ اس کی سرپرستی کر رہا ہے۔ ۲۷ سال کے بعد مہاجرین کو نوٹس دیکر زمینوں سے بے دخل کر کے املاک ان ہندوؤں کے سپرد کی جا رہی ہیں جو یہاں سے چلے گئے تھے اور اب پھر واپس آ رہے ہیں، جس کی وجہ سے سخت بے چینی اور اضطراب ہے اور لوگوں کا حکومت سے اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔

پنجاب جہاں نسبتاً سکون تھا، اب شدید تناؤ اور کھچاؤ کا شکار ہے۔ تحریک ختم نبوت کے ضمن میں حکومت کا رویہ، انتظامیہ کی جانبداری اور مسلمانوں کے جبر و تشدد جیسے واقعات نے عوام کا سکون چھین لیا ہے اور وہ حکومت کے بارے میں سخت بے اعتمادی کا شکار ہیں

بلوچستان میں نیپ جمعیۃ حکومت کو ظالمانہ طریق سے ختم کیا گیا۔ اور اسی پر بس نہیں وہاں کے نمایندوں کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ وہاں کے عوام کا راشن بند کر دیا گیا اور ڈیڑھ سال سے وہاں آگ اور خون کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں حالات انتہائی نازک صورت اختیار کر چکے ہیں۔ جس کا واضح ثبوت وزیر اعظم کا حالیہ دورہ بلوچستان ہے۔ جہاں ہر جگہ عوام نے مزاحمت کی اور سخت ترین انتظامات کے باوجود ہر جگہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اسی طرح سرحد میں کچھ پر اسرار خفیہ ہاتھ دھماکے کر کے حالات بگاڑ رہے ہیں۔ گرفتاریاں زوروں پر ہیں اور نفرت کی خلیج بڑھ رہی ہے۔ وزیر اعظم نے اپنے دورہ کے دوران وہاں کے مسلمہ سیاسی رہنماؤں پر ناروا تنقید کی اور اس کے بعد سے پکڑ دھکڑ کا سلسلہ وسیع تر ہو گیا۔

اس کے علاوہ پورے ملک میں قانون کی بے بسی اقتصادی طور پر ناگفتہ بہ حالت وغیرہ جیسے امور انتہائی تشویش کا موجب ہیں۔ ایسے میں مخلص سیاسی کارکنوں پر اور زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ وہ پہلے سے زیادہ عزم و ہمت کے ساتھ باہر نکلیں اور ملک کو بچانے کی تدابیر سوچیں۔

تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں مفتی صاحب نے شہید ہونے والوں اور گرفتار ہونے والوں کو خراج عقیدت پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی تحریک کا جائزہ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ کمیٹی میں اطمینان بخش طریق سے کام چل رہا ہے اور اگر کسی "ہاتھ" نے آڑے آنے کی حماقت نہ کی تو انشاء اللہ فیصلہ درست اور صحیح ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی آڑے آیا تو پھر حالات کی ذمہ داری اس پر ہو گی۔

آپ نے تحریک کو جاری رکھنے کے لئے جلسوں

کاروانِ جمعیۃ منزل بہ منزل

ہنگامی حالات میں توسیع برداشت نہیں کی جائیگی

محمد زمان خان اچکزئی

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے جنرل سیکرٹری سینٹر خان محمد زمان خان اچکزئی نے ایک بیان میں ہنگامی حالات میں مزید توسیع کے سلسلہ میں حکومت کے عزائم کی پر زور مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ ایک منتخب حکومت کے لئے انتہائی شرمناک بات ہے کہ وہ حکومت کو برقرار رکھنے اور چلانے کے لئے ہنگامی حالات کا سہارا لینے پر مجبور ہے

آپ نے کہا۔ اس وقت ملک میں ہنگامی حالات کو برقرار رکھنے کا کوئی جواز نہیں۔ انڈیا کے ساتھ موجودہ حکومت معاہدہ شملہ کے تحت تعلقات کو بتدریج استوار کر رہی ہے۔ افغانستان کے خلاف پاکستان کی سرحدوں پر افواج کے اجتماع کی بات بھی تحلیل ہو چکی ہے اور کسی اور ملک کی طرف سے ملک کی سرحدوں کو کوئی فوری خطرہ نظر نہیں آتا۔

آپ نے کہا۔ اس سے قبل بھی موجودہ حکومت نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ اور اب پھر سیاسی مقاصد کی خاطر ہی حکومت ہنگامی حالات کو طول دینا چاہتی ہے۔ اس لئے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ہنگامی حالات میں مزید توسیع کا ارادہ ترک کر کے آئین کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے عوام کے جمہوری حقوق بحال کئے جائیں۔

وغیرہ کی ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ آئینی حدود میں رہ کر مجلس عمل کی ہدایات کے مطابق یہ سلسلہ جاری رکھیں اور مسجدوں وغیرہ کے سلسلہ میں کسی ناروا پابندی کو خاطر میں نہ لائیں۔

آپ نے تحریک کے ضمن میں حکومت کے ظلم وتشدد پر کڑی نکتہ چینی کی اور کراچی، کبیر والہ، اوکاڑہ، جھنگ چنیوٹ، کھاریاں، اسلام آباد وغیرہ کے واقعات پر حکومت پر سخت نکتہ چینی کی اور واضح کیا کہ اگر حکومت نے اپنی روش تبدیل نہ کی اور بیرونی طور پر سکون کی فضا پیدا نہ کی تو ہم انتہائی اقدام کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد ایجنڈا کے باقی نکات پر غور ہوا۔ یکم نومبر تا ۱۴ اگست تک آمد وخرچ کا گوشوارہ پیش کیا گیا۔ جو منظور کر لیا گیا۔ نیز مالیات کے سلسلہ میں مستقل طور پر دورکنی کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں جناب عبد الحمید صاحب بٹ لاہور اور محمد اشرف خاں صاحب ایڈوکیٹ ہارون آباد شامل ہوں گے۔ جبکہ ترجمان اسلام کے سلسلہ میں حضرت امیر مرکزیہ، ناظم عمومی، امیر پنجاب، مولانا محمد اجمل، عبدالحمید بٹ اور محمد اسلوب صاحب قریشی پر مشتمل کمیٹی کو اختیار دیا گیا کہ وہ تمام انتظامات کے سلسلہ میں ایک ماہ کے اندر رپورٹ پیش کرے۔

پنجاب متحدہ جمہوری محاذ کے لئے امیر صوبہ اور ناظم عمومی (مولانا عبید الله انور اور سید نیاز احمد شاہ گیلانی) تو بطور عہدہ دار نمائندہ ہوں گے، باقی چھ نمائندے یہ ہیں:۔ مولانا محمد یعقوب ربانی چوہڑکانہ۔ سید مقبول شاہ صاحب اوکاڑہ۔ عبدالحمید بٹ لاہور۔ مولانا سعید احمد رائپوری سرگودھا۔ قاری نور الحق صاحب ایڈوکیٹ ملتان، میاں محمد عارف صاحب گوجرانوالہ۔

اور مرکزی محاذ کے لئے امیر مرکزیہ اور ناظم عمومی کے علاوہ قاضی عبداللطیف صاحب کلاچی (سرحد) قاضی محمد سلیم، مولانا محمد اجمل اور مولانا محمد رمضان (پنجاب) پیر سید محمد شاہ صاحب امروٹی (سندھ) اور محمد زمان خانصاحب اچکزئی (بلوچستان) نمایندے ہونگے

اجلاس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔

مجلس عمل پر اعتماد کا اظہار

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ...... گروہ اور بعض مقامات پر انتظامیہ کے ظلم و تشدد کے رویہ پر سخت غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے۔

ایک فاسد [illegible] گروہ کے جارحانہ رویہ کے پیش نظر یہ تحریک چلی اور [illegible] کے رہنماؤں نے آئین وقانون کی حدود میں رہتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا اور رکھے ہوئے ہے۔ لیکن اس دوران پورے ملک اور بالخصوص پنجاب میں ایسے واقعات رونما ہوئے جو انتہائی اشتعال انگیز اور ظالمانہ تھے۔

مثلاً مجلس عمل کے ذمہ دار لوگوں کے مکانات پر بم پھینکے گئے۔ جس کے نتیجے میں بعض جگہ جانی نقصان بھی ہوا، جیسے کیمبلپور، سانگلہ ہل وغیرہ۔ علماء، طلباء اور دوسرے طبقوں سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد کی گرفتاری اور پھر ان پر ظلم وتشدد، جس کی مثال میں اوکاڑہ، کبیر والہ، چنیوٹ، جھنگ، اسلام آباد اور سرگودھا وغیرہ کے واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں آزادانہ فائرنگ کی وارداتیں مثلاً لائلپور وغیرہ کے واقعات۔

علاوہ ازیں کھاریاں میں پولیس کے ذمہ دار لوگوں نے مسلمانوں کو شہید کیا اور اوکاڑہ میں خواتین کے جلوس پر آنسو گیس کے سپیشل بم پھینکے گئے۔ اس کے ساتھ ہی اسلام آباد، جہلم اور دوسرے مقامات پر مسجدوں میں بھی لاؤڈ اسپیکر پر پابندی لگا دی گئی۔ اور چنیوٹ وغیرہ میں تو مسجدوں کے لاؤڈ اسپیکر تک اتروا لئے گئے۔

یہ واقعات سینکڑوں میں سے چند ہیں۔ جن سے ظلم وجبر کا اندازہ لگانا آسان ہے۔

اس قسم کے حالات وواقعات کی روشنی میں حکومت کے جانبدارانہ طرز عمل کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں اور یہ صورت حال ملک وملت کے لئے انتہائی افسوسناک ہے۔ ہم اس تحریک مقدس میں شہید ہونیوالوں اور گرفتار ہونے والوں کو جہاں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں وہاں حکومتی رویہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے ہتھکنڈوں سے اس مقدس تحریک کو نہ تو دبایا جا سکتا ہے اور نہ ہی کچلا جا سکتا ہے بلکہ اس طرز عمل سے اس تحریک کو اور جلا نصیب ہوگا۔ اس لئے حکومت پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے طرز عمل کی اصلاح کرے۔ اور ملت کے غیظ وغضب کو دعوت نہ دے۔

اس کے ساتھ ہی جمعیۃ مرکزی مجلس عمل پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتی ہے اور تحریک کے ضمن میں اب تک کی کارگذاریوں پر کامل اطمینان ظاہر کرتے ہوئے مجلس کو یقین دلاتی ہے کہ آئندہ بھی جو قدم اٹھایا جائیگا اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جمعیۃ کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

سیاسی صورت حال

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کی سیاسی صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ آج حالت یہ ہے کہ ملک کا ایک صوبہ یعنی بلوچستان ڈیڑھ سال سے آگ میں جل رہا ہے اور صورت حال کی اصلاح کے بجائے حکمران طبقہ قصداً حالات کو اور خراب کر رہا ہے جن واقعات کی بنیاد پر وہاں کی آئینی حکومت کو برطرف کیا گیا تھا۔ ان میں عراقی اسلحہ کا مسئلہ سرفہرست تھا لیکن اب جبکہ حکومت تسلیم کر چکی ہے کہ یہ اسلحہ پاکستان کے لئے نہیں آیا تھا تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آئینی حکومت کو بحال کرے اور اس دوران جتنا مالی اور جانی نقصان صوبہ کے لوگوں کو برداشت کرنا پڑا ہے اس کا معاوضہ دے۔

اسی طرح سرحد کی صورت حال بھی روز بروز بگڑتی جا رہی ہے اور وہاں بھی جبر وتشدد اور پکڑ دھکڑ کا سلسلہ زوروں پر ہے اور یہ سلسلہ وزیر اعظم کے دورہ کے بعد کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا ہے۔ جس سے صورت حال بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

سندھ میں سندھو دیش کی تحریک زوروں پر ہے مہاجر اور پنجابی آباد کاروں کے حقوق تلف ہو رہے ہیں اور انتظامیہ کھلے بندوں علیحدگی کی تحریک کا ساتھ دے رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ۲۴ سال پرانے ہندو جو یہاں سے چلے گئے تھے۔ ان کو دو[illegible] واپس لا کر مہاجروں سے جائدادیں واپس لے [illegible] ان میں تقسیم کی جا رہی ہیں اور مہاجروں کو نوٹس پر نوٹس دیئے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے حکومت پر سے اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ جبکہ سب سے بڑے صوبہ پنجاب کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکی ہے حالیہ تحریک کے دوران انتظامیہ نے جس طرح ..

.... نوازی کا ثبوت دیا ہے۔ ا[illegible] سے جہاں یہ خدشہ بڑی شدت سے ابھر رہا ہے کہ حکومت اور ..... کی باہمی ملی بھگت ہے وہاں سکون و اطمینان کی دولت تباہ ہو رہی ہے۔

اس کے ساتھ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی ہے اس کی ملک میں مٹی پلید ہو رہی ہے۔ کوئی ضابطہ اور قانون نہیں اور پہلے کی طرح جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول کار فرما ہے۔

اقتصادی حالت کو دیکھیں تو ملک کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ اشیاء ضرورت گراں ہی نہیں کمیاب ہوتی جا رہی ہیں اور بیرونی ملکی خارجہ پالیسی کو دیکھیں تو ہم اس دنیا میں یکہ و تنہا ہیں۔

ایسے میں متحدہ جمہوری محاذ کی افادیت اور بڑھ جاتی ہے اور جمعیۃ محاذ کی ایک اکائی کی حیثیت سے محاذ پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتی ہے۔ اور محاذ کی تمام کاروائیوں کی توثیق کے ساتھ ساتھ اس عزم کا اظہار کرتی ہے کہ اسلام کے ضابطہ حیات کی سربلندی اور ملک کی بقاء وسلامتی کے لئے محاذ جو بھی قدم اٹھائے گا، جمعیۃ اس میں اپنا بھرپور کردار ادا کریگی اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

ہنگامی حالت

یہ اجلاس ہنگامی حالت میں توسیع کے لئے آیندہ ماہ کی ابتدا میں پارلیمنٹ کے اجلاس میں قرارداد پیش کرنے کے پروگرام کی شدید مذمت کرتا ہے۔

اجلاس کی سوچی سمجھی رائے ہے کہ اس قسم کے حالات کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں کسی طور پر

بیرونی جارحیت کا خطرہ ہو۔ اور جہاں ایسی صورت نہ ہو وہاں ہنگامی حالت کا قطعاً کوئی جواز نہیں۔ انگریز اپنے دور اقتدار میں ظالمانہ حکومت کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے اس قسم کے ہتھکنڈوں سے کام لیا کرتا تھا لیکن آزادی کے بعد یہ صورت حال کسی طرح بھی مستحسن نہیں بالخصوص موجودہ عوامی حکومت کی طرف سے جسے عوام کی خادم ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس قسم کی سوچ بالکل غلط ہے۔

آج جبکہ شملہ معاہدہ کی روشنی میں بھارت کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بتدریج بہتر ہو رہے ہیں اور بقول حکومت ایٹمی دھماکہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے خطرات کے سلسلہ میں پورا تحفظ بھی مل چکا ہے۔ تو ہنگامی حالت کی توسیع کا قطعاً کوئی جواز نہیں۔

ممکن ہے اس موقعہ پر افغان افواج کی نقل و حرکت کا بہانہ سامنے رکھا جائے۔ لیکن ہم واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سے پہلے نازک ترین مواقع پر جب افغان گورنمنٹ نے کوئی ایسا اقدام نہیں کیا تو اب بھی ایسا سوچنا غلط ہے اور افغان پاکستان لڑائی کے فرضی شوشے چھوڑنے والے کسی طرح بھی ملک کے خیر خواہ نہیں۔ اس لئے ہم حکومت سے یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہنگامی حالت میں ایک دن کی توسیع کا خیال بھی ذہن سے نکال دے کیونکہ یہ صورت حال قوم کے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔

اور اگر حکومت کوئی ایسی قرارداد لائے تو حکومتی پارٹی کے ارکان کو ملک و ملت کی بہتری کے لئے قطعاً اس کی حمایت نہ کرنی چاہیئے اور پوری آزادی ضمیر کے ساتھ اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے۔

استحکام پاکستان

یہ اجلاس قیام پاکستان کی ستائیسویں سالگرہ کے موقع پر ان شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے خالصتاً اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ اور جمہوری اقدار کی سربلندی کی خاطر قیام پاکستان کی تحریک میں بے مثال قربانیاں پیش کیں۔ اجلاس اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت کے تحفظ، ملکی استحکام، اسلامی نظام کے نفاذ اور جمہوری اقدار کے تحفظ کے لئے جمعیۃ علماء اسلام اپنی پوری قوت اور توانائی کے ساتھ جد و جہد جاری رکھے گی اور ان عظیم مقاصد کے خلاف کام کرنے والی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔

یہ اجلاس رب العزت کی بارگاہ میں دعاگو ہے کہ خداوند ذوالجلال اس نازک موڑ پر ہماری راہنمائی و معاونت فرماتے ہوئے ہمیں پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی و فلاحی ریاست بنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! یا الٰہ العالمین!!

انتخابات کے مُرَوّجہ طریق کار کو تبدیل کرنے کے لئے آئین میں ترمیم کی جائے

پارٹی سسٹم کے ذریعہ ہی عوام کو صحیح نمائندگی مل سکتی ہے

(قائد جمعیۃ)

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے ایک بیان میں انتخابات کے مروجہ طریق کار پر کڑی نکتہ چینی کی ہے اور اسے جمہوری تقاضوں کے منافی قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ آئین میں ترمیم کر کے انتخابات کے لئے پارٹی سسٹم کا طریق کار اختیار کیا جائے۔

آپ نے کہا۔ مروجہ طریق کار میں بہت سے مفاسد ہیں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں عوام کا ایک بہت بڑا حصہ نمائندگی سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات منتخب ہونے والے ارکان اپنے حلقہ ہائے نیابت کی اکثریت کی بجائے اقلیت کے نمائندہ ہوتے ہیں اور یہ سسٹم طریقے بھی اسی طریق انتخاب کی پیدا کردہ ہے کہ آج ملک میں وہ پارٹی حکمران ہے جس نے صرف ۳۷ فیصد ووٹ حاصل کئے ہیں۔

آپ نے کہا۔ گذشتہ عام انتخابات سے قبل مروجہ طریق انتخابات کے مفاسد کے پیش نظر جمعیۃ علماء اسلام نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ انتخابات پارٹی سسٹم کی بنیاد پر کرائے جائیں۔ یعنی حلقہ ہائے نیابت میں افراد کی بجائے جماعتوں کے نام پر ووٹ حاصل کئے جائیں اور ہر پارٹی کو پورے ملک میں حاصل ہونے والے ووٹوں کے تناسب سے اسمبلی میں نشستیں مخصوص کر دی جائیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ ملک کے ہر شہری کو نمائندگی مل جائے گی بلکہ بہت سے مفاسد سے بھی نجات حاصل ہو جائے گی۔

مفتی صاحب نے بتایا کہ جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے پارٹی سسٹم کی تجویز کو منشور میں شامل کرنے کے بعد جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی نے بھی اس تجویز کی حمایت کی تھی اور اپنے منشوروں میں اسے شامل کیا تھا۔ آپ نے تمام سیاسی جماعتوں پر زور دیا ہے کہ وہ سیاسی کشمکش سے قطع نظر اس تجویز پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور ملک کو صحیح جمہوریت سے ہمکنار کرنے کے لئے اس مطالبے کی پرزور حمایت کریں۔

ضلع گوجرانوالہ میں ہڑتال

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی اپیل پر ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کے کارکنوں پر پولیس کے وحشیانہ تشدد، قادیانیوں کی اشتعال انگیز حرکات اور علماء طلباء اور کارکنوں کی مسلسل گرفتاریوں کے خلاف ۱۳ اگست بروز پیر گوجرانوالہ شہر، حافظ آباد، وزیرآباد کامونکی، پنڈی بھٹیاں، گکھڑ منڈی، سکھیکی، ایمن آباد قلعہ دیدار سنگھ، سوہدرہ، جلالپور جٹاں، علی پور چٹھہ اور ضلع کے دیگر قصبات میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ اس روز ضلع بھر میں تمام کاروباری مراکز، بازار اور صنعتی ادارے بند رہے۔ بڑے بڑے شہروں میں مجلس عمل کے زیر اہتمام عام جلسے منعقد ہوئے۔

جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ۸ بجے صبح ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس سے مولانا حکیم عبدالرحمٰن ڈکٹیٹر، خاکسار راہنما قاری محمد اسلم جنرل سیکرٹری مجلس عمل پشاور، مولانا زاہد الراشدی، علامہ محمد احمد لدھیانوی مولانا رحمت اللہ نوری۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے محمد فاروق سید ہاشم عباس اور دیگر راہنماؤں نے خطاب کیا۔

جلسہ کے دوران جب طالب علم راہنما نوید انور نوید تقریر کر کے باہر نکلے تو کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو گئے بعد میں اس ہجوم نے جلوس کی شکل اختیار کر لی جب یہ ہجوم چوک گھنٹہ گھر پہنچا تو پولیس اور ایف ایس ایف نے شدید لاٹھی چارج کر کے منتشر کر دیا اس وحشیانہ لاٹھی چارج سے بہت سے لوگ زخمی ہو گئے۔ بعد ازاں نوید انور نوید اور کم از کم ایک درجن مزید افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری مولانا حکیم عبدالرحمٰن سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی اور سیکرٹری اطلاعات مولانا خالد حسن مجددی نے ایک بیان میں اس وحشیانہ لاٹھی چارج اور گرفتاریوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات اور گرفتار شدگان کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

اسی روز بعد نماز عشاء جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں مجلس عمل کا ایک اور جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ممتاز مسلم لیگی راہنما چوہدری ظہور الٰہی ایم این اے، چوہدری محمد اسلم۔ طالب علم راہنما نذیر سیالوی اور دیگر راہنماؤں نے خطاب کیا۔ ایک قرارداد کے ذریعہ گوجرانوالہ میں شہریوں پر پولیس کے لاٹھی چارج کی تحقیقات، اور گرفتار شدگان کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔

گذشتہ شمارہ شائع نہیں ہو سکا

بعض انتظامی دشواریوں کے باعث ترجمان اسلام کا ۱۶ اگست کا شمارہ شائع نہیں ہو سکا۔ قارئین اور ایجنٹ حضرات کی اطلاع کے لئے عرض ہے

(ادارہ)

جمعیۃ علماء آزاد کشمیر حلقہ ضلع گوجرانوالہ کا انتخاب

جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے ناظم برائے پاکستان مولانا محمد اشرف گوجرانوالہ کے دورہ پر تشریف لائے اور کشمیری علماء کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کی تنظیمی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد جمعیۃ علماء آزاد حلقہ ضلع گوجرانوالہ کا مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر — مولانا محمد اسحاق خان گلی ٹھٹھیاراں گوجرانوالہ
ناظم اعلیٰ — قاری سعید الرحمٰن صاحب فیروزوالہ
ناظم نشر و اشاعت — مولانا قاری مقبول حسین کیمپ ۴ گوجرانوالہ
خازن — مولانا عبد القدوس مسلم کالونی گوجرانوالہ

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ کشمیر کونسل کے منصوبہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اسے واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ دوسری قرارداد میں آزاد کشمیر میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ اور عوامی مسائل حل کرنے پر زور دیا گیا۔

ملک غلام شبیر ایڈووکیٹ کی گرفتاری

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے ناظم اور پنڈدادنخاں بار ایسوسی ایشن کے سیکرٹری جناب ملک غلام شبیر ایڈووکیٹ کو گذشتہ روز گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے خلاف الزام یہ ہے کہ انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر مولانا محمد اکرم کی گرفتاری کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرہ کی قیادت کی تھی۔

جمعیۃ علماء اسلام کھیوڑہ کے ایک اجلاس میں A.C پنڈدادنخاں کے اس اقدام کی شدید مذمت کرتے ہوئے ملک غلام شبیر ایڈووکیٹ اور ان کے ساتھ مجلس عمل کے کارکنوں کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے

دعا کی درخواست

جمعیۃ علماء اسلام شوگرہ نزد ناب تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے ناظم اعلیٰ جناب محمد شریف صاحب علیل ہیں۔ قارئین ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

جمعیۃ حلقہ گکھڑ گوجرانوالہ کا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام حلقہ گکھڑ گوجرانوالہ کا ایک اجلاس گذشتہ روز جامع مسجد نور میں جناب حافظ شیخ بشیر احمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ شہری جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے جماعتی تنظیم کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اور اس کے بعد جمعیۃ علماء اسلام حلقہ گکھڑ کے لئے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے امیر شیخ عبد المجید۔ ناظم جناب محمد یونس، سالار جناب محمد خالد

خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر سے فحاشی میں اضافہ ہو رہا ہے

علامہ محمد عثمان انوری کا بیان

کراچی (نمائندہ خصوصی) جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے راہنما علامہ محمد عثمان انوری نے کہا ہے کہ چند ماہ سے ملک کے تمام ذرائع نشر و اشاعت سے خاندانی منصوبہ بندی کا بڑے زور شور سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ جس کا طرز تکلم نہایت ہی غیر مہذبانہ اور انتہائی بداخلاقانہ ہے۔ کیونکہ اول تو خاندانی منصوبہ بندی ہی شریعت اسلامیہ کے خلاف اور ارشادات نبوی صلعم سے متضاد ہے۔ اور دوسری جانب مسلم گھرانوں اور خاندانوں میں ایسے وقت میں جبکہ ہماری مائیں بہنیں اور بچیاں سب ہی یکجا ہوتی ہیں۔ ان کی موجودگی میں "کم بچے پیدا کرو" کا جملہ انتہائی شرمناک اور بے غیرتی کا مرقع ہے اور پھر بار بار اس کے تکرار سے شریف اور مسلم گھرانے کے سارے لوگ شرم اور حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتے رہتے ہیں۔ اور پھر اس بیہودہ جملہ کو سن کر خواتین بھی خفت محسوس کرتی ہیں۔ اس لئے ہم حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے شرمناک ریڈیو، ٹیلیویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ سے فی الفور بند کروا دے۔ کیونکہ اس قسم کے پروپیگنڈا سے بچے کم نہیں بلکہ اور زیادہ پیدا ہوں گے۔ اس لئے دوبارہ یہی گذارش ہے کہ حکومت اس پروگرام کو ختم کر دے اور لوگوں کو اسلامی، اخلاقی، تاریخی اور علمی معلومات سے روشناس کرائے۔

مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۹، ۳۰ اگست بروز جمعرات، جمعہ مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو کا سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا محمد یوسف بنوری دامت برکاتہم
(۲) قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (ملتان)
(۳) جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور
(۴) حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب
(۵) حضرت مولانا غلام ربانی صاحب رحیم یار خان
(۶) حضرت مولانا پیر سید عبد الرزاق شاہ صاحب امیر جمعیۃ ضلع مظفر گڑھ۔
(۷) قاری عبد السمیع صاحب سرگودھا
(۸) حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری صدر تنظیم اہلسنت ملتان
(۹) مولانا حبیب اللہ صاحب جامعہ رشیدیہ ساہیوال

(نوٹ) جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کا اجلاس مورخہ ۲۸ اگست بروز بدھ بمقام کوٹ ادو منعقد ہو رہا ہے۔ صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور فرمائیں گے۔

مولانا قاری محمد امین گرفتار کر لئے گئے

جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی کے امیر مولانا قاری محمد امین کو جبکہ وہ ساہیوال میں مجلس عمل کے جلسہ سے خطاب کر کے فارغ ہوئے تھے پولیس نے گرفتار کر لیا۔

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری پیر سید نیاز احمد گیلانی نے ایک بیان میں قاری صاحب کی گرفتاری پر شدید احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ قاری صاحب کو فی الفور رہا کیا جائے۔

مولانا مبرک شاہ کو رہا کیا جائے

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ژوب (فورٹ سنڈیمن) کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا محمد خان صاحب شیرانی صوبائی امیر جمعیۃ بلوچستان منعقد ہوا۔ اور اسی شام ۶ بجے ظریف شہید پارک میں مولانا موصوف کے زیر صدارت ایک جلسہ عام بھی ہوا۔ جس میں حکومت بلوچستان سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ ضلع ژوب جمعیۃ علماء اسلام کے سرپرست اور خطیب جامع مسجد فورٹ سنڈیمن حضرت مولانا مبرک شاہ صاحب ضلع ژوب جمعیۃ طلباء اسلام کے صدر ملا خالد صاحب وغیرہ دوسرے علماء و طلباء اور ضلع ژوب تحریک ختم نبوت کے سیکرٹری صوفی محمد علی صاحب اور ضلع ژوب نیشنل عوامی پارٹی کے میرا خان مندوخیل اور دوسرے راہنماؤں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

یکم ستمبر کو شاہی مسجد لاہور میں جلسہ ہوگا

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ مجلس عمل نے رابطہ عوام کے ضمن میں اور تحریک کو مؤثر طور پر جاری رکھنے کے لئے ملک کے مختلف علاقوں میں ضلعی کنونشن منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جن میں مجلس عمل کے مرکزی لیڈر بھی شرکت کریں گے۔ یہ کنونشن مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ہوں گے۔

۱۹ اگست کیمبلپور۔ ۲۰ اگست بہاولنگر۔ ۲۱ اگست اوکاڑہ۔ ۲۵ اگست کراچی۔ ۲۹ اگست بہاولپور، ۳۰ اگست ملتان۔ ۳۱ اگست ساہیوال۔ ۲ ستمبر گجرات

یکم ستمبر کو لاہور میں کل پاکستان مجلس عمل کا کنونشن ہوگا اور اسی روز رات کو بادشاہی مسجد لاہور میں جلسہ عام ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمود، جناب پیر صاحب آف پگاڑہ شریف۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر قائدین خطاب کریں گے۔ علامہ رضوی نے بتایا کہ مرکزی مجلس عمل کا ہنگامی اجلاس ۹ ستمبر

مولانا سعید الرحمٰن علوی

سے خط و کتابت کے لئے احباب مندرجہ ذیل پتہ یاد رکھیں۔

مدرسہ ام المدارس گلبرگ A لائلپور

رانا شمشاد علی جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے صدر اور حافظ محمد طاہر ناظم عمومی منتخب ہو گئے

جمعیت طلباء اسلام کی سرگرمیاں

ہم قادیانیوں کو کسی تعلیمی ادارے میں داخل نہیں ہونے دیں گے

جمعیت طلباء اسلام پنجاب کی مجلس عمومی کا اجلاس

لاہور ۱۵۔ اگست

آج صبح جمعیت طلباء اسلام پنجاب کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت رانا شمشاد علی صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کے ابتدائی دور میں صوبہ کی مختلف شاخوں سے آنے والے نمائندگان نے تحریک مقدس ختم نبوت کے سلسلہ میں اپنے علاقے کی مفصل رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مرکزی صدر جناب محمد اسلوب قریشی نے کارکنوں سے مفصل خطاب کیا۔ قریشی صاحب نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت طلباء اسلام جس مقصد کے لیے وجود میں آئی تھی الحمد للہ اب تک اسی راہ پر گامزن ہے۔ اگرچہ باد مخالف کے جھونکے ہماری راہ کی رکاوٹ بننے کی کوشش کرتے رہے لیکن خدائے قدیر ورحیم کا شکر ہے کہ ہمارے پائے استقلال میں اضمحلال نہ آیا اور ہمارے پر ہر آنے والی مصیبت اور تنگی پہلے سے زیادہ استقامت اور عزم کا باعث بنتی گئی۔ قریشی صاحب نے کارکنوں کو مشورہ دیا کہ وہ مرکزی جماعت پر محض تنقید کو اپنا شعار نہ بنائیں۔ بلکہ اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے حتی الامکان اسلامی نظام کی جدوجہد میں مرکزی جمعیت طلباء کی پالیسی پر گامزن رہتے ہوئے عزم واستقلال کے پہاڑ بن جائیں۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے علماء حق کی رہنمائی میں اپنی تگ وتاز جاری رکھیں گے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے مقاصد حسینہ میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ قریشی صاحب کی تقریر کے بعد پہلا اجلاس دوپہر کے کھانے اور نماز کے وقفہ کے لئے تین بجے تک ملتوی ہو گیا۔ بعد از ظہر دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری کی سرپرستی میں جمعیت طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں آیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

صدر:۔ رانا شمشاد علی خاں ایس ای کالج بہاولپور

نائب صدر:۔ محمد اقبال ندیم گورنمنٹ کالج چشتیاں

۲ :۔ ضیاء الرحمان فاروقی باب العلوم کہروڑپکا

ناظم عمومی:۔ حافظ محمد طاہر گورنمنٹ کالج لاہور

ناظم :۔ سید عشرت علی زیدی گورنمنٹ کالج راولپنڈی

۲ :۔ محمد اقبال شروانی گورنمنٹ کالج جھنگ

ناظم نشریات و مالیات کے لئے فی الحال کسی ساتھی کا انتخاب عمل میں نہ آسکا

اس کے بعد مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہ نے "موجودہ تحریک میں طلباء اسلام کے کردار" کے عنوان سے مفصل خطاب فرمایا۔ ان سے قبل رانا شمشاد علی محترم عبد المتین چودھری اور حافظ محمد طاہر نے پنجاب کی صورت حال کے بارے میں اظہار خیال کیا اور اپنے عزائم کا اعلان کیا کہ کسی قادیانی کو پنجاب کے کسی تعلیمی ادارے میں داخلہ نہیں لینے دیا جائے گا۔ پنجاب کی مجلس شوریٰ نے بالاتفاق منظور کر لیا

مولانا بنوری کے اعزاز میں استقبالیہ

علامۃ العصر مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مرکزی مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس لئے جمعیت طلباء اسلام پاکستان نے اس موقع کو غنیمت جان کر مولانا کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا۔ تقریب شام ½ ۵ شیرانوالہ میں انعقاد پذیر ہوئی۔ اس میں جمعیت طلباء اسلام کے نمائندگان اور مرکزی مجلس عمل کے زعماء کے علاوہ تقریباً ۱۰۰/- دوسرے معززین بھی مدعو تھے۔ سب سے پہلے جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے صدر جناب محمد اسلوب قریشی نے حضرت مولانا کی خدمت میں مختصر استقبالیہ تقریر کی جو خوبصورت انداز میں فریم کی ہوئی تھی۔ اور بعد میں مولانا کے محترم کی خدمت میں پیش کی گئی۔ اس کے بعد مولانا نے حاضرین سے بلیغ خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ آج نوجوان طلباء اسلامی نظام کے لیے میدان عمل میں آگئے ہیں۔ جمعیت طلباء اسلام کی کارکردگی پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ اسلامی نظام تعلیم اور اسلام کے نفاذ کے لئے جو کردار طلباء ادا کر سکتے ہیں۔ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اگر آج طلباء کے ذہن اسلامی خطوط پر استوار ہو جاتے ہیں تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آنے والی حکومت لامحالہ اسلامی ہوگی۔ کیونکہ آج کے طلباء کل کے حکمران ہوں گے مولانا نے مزید فرمایا کہ سائنسی انکشافات نے اسلامی معجزات کے ثبوت کی دلیل فراہم کر دی ہے۔ اب وہ تمام مسائل جن کو سائنس خلاف عقل قرار دیتی تھی آج خود ان کے ثبوت کے دلائل فراہم کر رہی ہے۔ اس کے بعد مولانا نے دعا فرمائی اور اس طرح اس باوقار تقریب کا اختتام ہوا۔

کراچی

مولانا محمد ابراہیم صاحب آف دستگیر کالونی کے اغوا کے خلاف جمعیۃ طلباء اسلام کے دس کارکنوں کو احتجاج کرنے پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ طلباء اسلام اور مجلس عمل کے دوسرے کارکنوں نے ان کے اغوا پر ایک احتجاجی جلوس نکالا جس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور دس کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔ آمدہ اطلاعات کے مطابق مولانا ابراہیم کو قادیانیوں نے اغوا کر لیا تھا۔ اور پھر ان کو تھرپارکر کے صحرا میں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ کچھ دنوں کی مشکلات کے بعد وہ کراچی پہنچ گئے۔ جمعیت طلباء اسلام کے محمد جمیل خاں، عطاء اللہ شہاب اور محمد عبد اللہ صاحب نے انتظامیہ کے اس رویے کی سخت مذمت کی ہے۔

اعلان جمعیت طلباء اسلام کراچی ڈویژن کا مرکزی دفتر جمشید روڈ نمبر ۳ سے منتقل ہو کر کرٹک جی کاؤس روڈ متصل جامعہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن منتقل ہو گیا ہے۔ لہٰذا احباب مطلع رہیں۔

نوٹس

تمام شاخوں کے نظماء کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ تحریک مقدس ختم نبوت کے سلسلہ میں اپنے علاقے میں ہونے والے کام کی مکمل کارگزاری سے اپنے صوبائی دفتر کو مطلع فرمائیں۔

صوبہ سندھ کی تمام شاخیں اپنی مکمل رپورٹ کراچی دفتر ارسال فرمائیں۔ جب کہ صوبہ پنجاب کی شاخیں لاہور مرکزی دفتر سے رابطہ قائم رکھیں۔ صوبہ بلوچستان کی شاخیں جناب سکندر خاں عیسیٰ خیل اور سرحد کی شاخیں اپنے صوبائی ناظم کو ارسال فرمائیں۔ صوبائی نظماء تمام رپورٹیں موصول ہونے کے بعد ترتیب دیکر مرکزی دفتر کو ارسال فرما دیں تاکہ "عزم" میں شامل اشاعت ہو سکیں۔

آپکا بھائی
محمد فاروق قریشی
ناظم نشریات جمعیت طلباء اسلام پاکستان